از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 16 مارچ، 1960

سرور لال ودیگراں

بنام

دی سٹیٹ آف حیدر آباد

(بی پی سنہا، چیف جسٹس جعفر امام، اے کے سرکار، کے سی داس گپتا اور جے سی شاہ، جسٹس صاحبان)

جاگیر، کا خاتمہ-فوجی گورنر اور وزیر اعظم کے ذریعے جاری کردہ ضابطے-آئینی جواز-نظام کی طرف سے اختیار کا تفویض-فطرت اور وسعت-حیدر آباد (جاگیروں کا خاتمہ) ضابطہ، 1358 فصلی ، دفعہ 6 (4) -حیدر آباد جاگیر، (کمیونیکیشن) ریگولیشن (XXV فصلی سال 1359) دفعات 4(I) (c)، 4(2)-آئین ہند، آرٹیکل 32 (B)۔

اگست 1948 میں ریاست حیدر آباد میں پولیس کی کارروائی کے بعد نظام نے 19 ستمبر 1948 کو ایک فرمان کے ذریعے فوجی گورنر کو "ریاست کے انتظامیہ کے لیے تمام اختیارات دیے" اور بعد میں ایک فرمان کے ذریعے اعلان کیا کہ "مذکورہ اختیار میں ضابطے بنانے کا اختیار شامل ہے اور ہمیشہ شامل کیا گیا ہے۔" مذکورہ اختیارات کی بنا پر، فوجی گورنر نے 1358 فصلی کے حیدر آباد (جاگیروں کا خاتمہ) ضابطے جاری کیے۔ اس کے بعد فوجی گورنر کی تقرری کے خاتمے پر، نظام نے ایک اور فرمان کے ذریعے جناب ویلودی کو اپنا وزیر اعلی مقرر کیا اور ہدایت کی کہ "انتظامیہ کے تمام اختیارات، جو مذکورہ تاریخ سے پہلے فوجی گورنر کے پاس ہیں، وزیر اعلی کے ذریعے استعمال کیے جا سکیں۔" اس طرح بااختیار، وزیر اعلی نے 1358 فصلی کا حیدر آباد جاگیرس (کمیونیکیشن) ریگولیشن XXV جاری کیا۔ اس کے بعد آئین ہند کے آغاز کے ساتھ ہی ریاست حیدر آباد کا علاقہ بھارتی حکومت کا حصہ بن گیا اور صدر نے آئین کے آرٹیکل 31(6) کے تحت دونوں ضابطوں کی تصدیق

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کی۔ آئین (پہلی ترمیم) ایکٹ، سال 1951 کے ذریعے، آرٹیکل 31(A) اور 31(B) اور شیڈول 9 کو آئین میں شامل کیا گیا تھا اور دونوں ضابطوں کو مذکورہ شیڈول میں شامل کیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ، جس کی جائیدادیں جاگیر ایڈمنسٹریٹر نے خاتمے کے ضابطے کے تحت اپنے قبضے میں لے لی تھیں، اور جس نے اس دوران آئین میں ترمیم کے بعد اپنی ترمیم شدہ درخواست کے ذریعے عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن دائر کی تھی، نے دعوی کیا کہ کمیونیکیشن ریگولیشن دفعات 4(1)(c) اور 4(2) اور خاتمے کے ضابطے دفعات 6(4) ضبط کرنے والی نوعیت کی ہیں اور قانون سازی کے اختیارات کے بناوٹی اور دھوکہ دہی کے استعمال کے مترادف ہیں۔ عدالت عالیہ نے اس کے خلاف پایا اور اس کی عرضی کو خارج کر دیا:

قرار پایا گیا کہ عدالت عالیہ کے فیصلے کی تصدیق ہونی چاہیے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ نظام، اس وقت جب اس نے فرمانوں کو عمل درآمد دی تھی اور اس سے پہلے، ایک مطلق العنان حکمران تھا جس کے پاس تمام انتظامی، قانون سازی اور عدالتی اختیارات تھے اور اسے اپنی رعایا کے کسی بھی حق میں ترمیم کرنے یا اسے ختم کرنے کے بلا شبہ اختیارات تھے اور فرمانوں کی زبان اس بات میں کوئی شک نہیں چھوڑتی کہ اس طرح اس نے اپنا پورا اختیار اور طاقت فوجی گورنر اور اس کے بعد وزیر اعظم کو سونپ دیے۔

قانون سازی کے اختیارات کے بناوٹی استعمال میں نافذ کردہ قانون سازی کی نااہلی کا نظریہ صرف اس صورت میں لاگو ہو سکتا ہے جہاں قانون سازیہ آئینی پابندیوں کے تابع ہو۔ لیکن جہاں قانون سازیہ کے اختیارات کی کوئی حدود نہیں ہیں، آئینی یا دوسری صورت میں، اس نظریے کا کوئی اطلاق نہیں ہو سکتا۔

بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ (1) اعتراض شدہ ضابطے آئین سے پہلے کے قوانین تھے اور اپیل کنندہ کے حقوق کا تعین آئین سے پہلے ہی ہو چکا تھا، (2) آئین کا آرٹیکل 32(B) ضابطوں کو اس طرح کے چیلنج سے مستثنی کرتا ہے۔

کیشوان مادھو مینن بنام اسٹیٹ آف بمبئی [1951] ایس سی آر 228، حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 392، سال 1956 اور 686، سال 1957۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دیوانی رٹ نمبر 43اور 44، سال 1951 میں بالترتیب سابق حیدر آباد عدالت عالیہ کے 31 مارچ 1954 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

ایس پی ورما، ایس محمد اور ایس آر بورگاؤکر، دونوں اپیلوں میں اپیل گزاروں کے لیے۔

اے وی وشوناتھ شاستری، ٹی وی آر ٹاٹاچاری اور ٹی ایم سین، دونوں اپیلوں میں جواب دہندگان کے لیے۔

دیوانی اپیل نمبر 392، سال 1956۔

16.1960 مارچ۔

عدالت کا فیصلہ شاہ جسٹس نے دیا۔

شاہ جسٹس :- یہ ریاست حیدر آباد کی عدالت عالیہ کی طرف سے آئین کے آرٹیکل 133(1)(c) کے تحت دیے گئے سرٹیفکیٹ کے ساتھ دائر کی گئی اپیل ہے۔

اپیل کنندہ ایک جاگیر دار تھا جس کے پاس ریاست حیدر آباد کے ضلع کریم نگر میں جاگیر رام ورم چندم پلی اور گلا پلی، تعلقہ سرسلہ تھی۔ اگست 1948 میں پولیس کارروائی کے بعد میجر جنرل چودھری کو ریاست حیدر آباد کا فوجی گورنر مقرر کیا گیا۔ عزت ماب نظام حیدر آباد نے فوجی گورنر کو 19 ستمبر 1948 کو ایک فرمان کے ذریعے ریاست کا انتظام کرنے کا اختیار دیا۔ فرمان مندرجہ ذیل اصطلاحات میں تھا:

"جب کہ جنرل آفیسر کمانڈنگ ان چیف سودرن آرمی نے میجر جنرل جے این چودھری، او بی ای، کو ریاست حیدر آباد کا فوجی گورنر مقرر کیا ہے اور جب کہ ریاست کے انتظامیہ کا تمام اختیار اب ان کے پاس ہے، میں ریاست کے تمام رعایا کو حکم دیتا ہوں کہ وہ ایسے احکامات پر عمل کریں جو وہ وقتاً فوقتاً جاری کرنا مناسب سمجھیں۔ میں ریاستی انتظامیہ کے تمام افسران اور ریاست کے رعایا سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ فوجی گورنر کی وفادار اور غیر متزلزل اطاعت کریں اور ریاست میں امن و امان کی جلد بحالی کے لیے خود کو اس انداز میں چلائیں۔"

7 اگست 1949 کو عزت ماب نظام نے مندرجہ ذیل اصطلاحات میں ایک وضاحتی فرمان جاری کیا:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

"19-9-1948 کے اپنے فرمان کے حوالے سے، جس میں میں نے اس حقیقت کا حوالہ دیا ہے کہ ریاست کے انتظامیہ کا تمام اختیار اب فوجی گورنر کے پاس ہے، میں اس طرح اعلان کرتا ہوں کہ مذکورہ اختیار میں ضابطے بنانے کا اختیار شامل ہے اور ہمیشہ اس میں شامل رہا ہے۔"

10 اگست 1949 کو فوجی گورنر نے 1358 فصلی کا حیدرآباد (جاگیروں کا خاتمہ) ضابطہ نافذ کیا، جسے اس کے بعد خاتمے کا ضابطہ کہا جائے گا۔ یہ ضابطہ سرکاری گزٹ میں اس کی اشاعت کی تاریخ 15 اگست 1949 کو نافذ کیا گیا تھا۔ ضابطے کے دفعہ 5 میں ہدایت دی گئی ہے کہ ریاست میں جاگیروں کی انتظامیہ کو حکومت کے حوالے کرنے کے لیے مطلع کی جانے والی تاریخ سے جاگیردار جاگیروں کا انتظام جاگیر منتظم کے حوالے کردیں گے اور اس کی تعمیل نہ کرنے پر ضابطے کے تحت مقرر کردہ افسر زبردستی قبضہ کرسکتا ہے۔ دفعہ 6 کے مطابق، یہ شرط رکھی گئی تھی کہ جاگیروں کو "دیوانی" میں شامل کیا جائے گا اور جب تک کہ کسی ضلع میں شامل نہ کیا جائے، ان کا انتظام جاگیر منتظم کے ذریعے کیا جائے گا، اور یہ کہ ایسی جاگیروں سے متعلق اختیارات، حقوق اور واجبات جاگیرداروں کے ذریعے قابل استعمال نہیں ہوں گے اور جاگیر منتظمین کے ذریعے قابل استعمال ہوں گے، اور یہ کہ کوئی بھی جاگیردار جاگیر کے کسی کرایہ دار یا رہائشی سے کوئی روایتی یا دیگر واجبات وصول یا وصول نہیں کرے گا۔ دفعہ 14 کے ذریعے یہ اعلان کیا گیا کہ جاگیرداروں کو اس وقت تک کچھ عبوری دیکھ بھال کے الاؤنس ملنے تھے جب تک کہ جاگیروں کے تبادلے کی قیود کا تعین نہ ہو جائے۔ خاتمے کے ضابطے کے دفعہ 6 کے ذریعہ محفوظ کردہ اختیار کے مطابق، جاگیروں کا قبضہ ستمبر 1949 میں ریاست حیدرآباد کی جانب سے کام کرنے والے جاگیر منتظم نے کسی وقت سنبھال لیا تھا۔

یکم دسمبر 1949 کو عزت ماب نظام کی طرف سے ایک اور فرمان جاری کیا گیا جس میں درج ذیل چیزیں فراہم کی گئیں:

" جبکہ جنرل آفیسر کمانڈنگ ان چیف سودرن آرمی نے یکم دسمبر 1949 سے میجر جنرل چودھری، اوبی ای، کی ریاست حیدرآباد کے فوجی گورنر کے طور پر تقرری کو ختم کردیا ہے۔

اور جب کہ مذکورہ تاریخ سے ریاست کے انتظامیہ کے لیے دیگر انتظامات کرنا ضروری ہے:

اب، اس لیے، میں مذکورہ تاریخ سے جناب ایم کے ویلودی، سی آئی ای، آئی سی ایس کو اپنا وزیر اعلی مقرر کرتا ہوں۔ مزید ہدایت کرتا ہوں کہ انتظامیہ کے تمام اختیارات، جو مذکورہ تاریخ سے پہلے فوجی گورنر کے پاس ہوتے ہیں، وزیر اعلی کے ذریعے استعمال کیے جا سکیں۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپنے پاس موجود اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے حیدر آباد جاگیر (کمیوٹیشن) ریگولیشن نمبر 1359 فسلی کا اعلان کیا جسے بعد میں کموٹیشن ریگولیشن کے نام سے جانا جائے گا۔ یہ ضابطہ 25 جنوری 1950 کو نافذ کیا گیا تھا۔ ضابطے کے دفعہ 3 کے مطابق، ہر جاگیر کے لیے کمیوٹیشن کی رقم کا حساب لگانے کا طریقہ تجویز کیا گیا تھا۔

26 جنوری 1950 کو آئین ہند کے افتتاح کے بعد، جس تاریخ کو ریاست حیدر آباد کا علاقہ بھارتی حکومت کا حصہ بنا، صدر نے 25 اپریل 1950 کو بھارتی حکومت کے گزٹ میں شائع ہونے والے نوٹیفکیشن کے ذریعے آئین کے آرٹیکل 31(6) کے تحت دونوں ضابطوں کی تصدیق کی۔ آئین میں ترمیم 18 جون 1951 کو آئین (پہلی ترمیم) ایکٹ، سال 1951 کے ذریعے کی گئی تھی جس کے تحت، دیگر باتوں کے ساتھ، آرٹیکل 31(A) اور 31(B) شیڈول IX کو آئین میں شامل کیا گیا تھا۔ ایالیشن ریگولیشن اور کموٹیشن ریگولیشن کو شیڈول 9 میں شامل کیا گیا تھا اور آرٹیکل 31(B) کی بنیاد پر نہ تو ریگولیشنز اور نہ ہی ان کی کسی بھی توضیع کو اس بنیاد پر کالعدم سمجھا جاتا تھا یا کبھی بھی کالعدم قرار دیا جاتا تھا کہ ریگولیشنز آئین کے حصہ 3 کی کسی بھی شق کے ذریعہ تفویض کردہ حقوق میں سے کسی سے متصادم تھے یا چھین لئے گئے تھے یا ان میں سے کسی کو ختم کر دیا گیا تھا۔ اس دوران، اپیل کنندہ نے 29 جنوری 1951 کو حیدر آباد عدالت عالیہ میں ایک درخواست دائر کی تھی جس میں ریاست حیدر آباد اور جاگیر ایڈمنسٹریٹر کو اپیل کنندہ کی جائیدادوں کا قبضہ حوالے کرنے کی ہدایت کی گئی تھی اور اس حکم کے لیے کہ اس کے خاتمے کے ضابطے اور کمیونیکیشن ریگولیشن کو غیر موثر اور غیر آئینی قرار دیا جائے اور کچھ اختیار سے باہر احکامات کے لیے۔ آئین میں ترمیم کے بعد 14 اگست 1952 کو عرضی میں ترمیم کی گئی۔ اس عرضی کے ذریعے، اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ کمیونیکیشن ریگولیشن دفعات 4(1)(c) اور 4(2) اور ابیولیشن ریگولیشن دفعات 6(4) غلط تھیں کیونکہ ان توضیعات کے ذریعے، اپیل کنندہ کی "جائیداد کو برہنہ ضبط" کیا گیا تھا اور یہ کہ وہ" قانون سازی کے اختیارات کے رنگین اور دھوکہ دہی کے استعمال" کے مترادف ہیں۔ حیدر آباد کی عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر درخواست کو خارج کر دیا، لیکن آرٹیکل 133(1)(c) کے تحت کیس کو اس عدالت میں اپیل کے لیے موزوں قرار دیا۔

اس اپیل میں دو بنیادی تنازعات کا تعین کیا جانا ہے، یعنی۔ (1) کیا قانون سازی کا اختیار فوجی گورنر کو 19 ستمبر 1948 کو فرمان کے ذریعے دیا گیا تھا اور (2) اگر فرمان کے ذریعے قانون سازی کا اختیار فوجی گورنر کو تفویض کیا گیا تھا، چاہے وہ کسی حد یا تحفظات سے محدود ہو۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کیا فوجی گورنر، 19 ستمبر 1948 کے فرمان کے مطابق، عزت ماب نظام کے تمام خود مختار قانون ساز، انتظامی اور عدالتی اختیارات کے ساتھ سرمایہ کاری کر رہا تھا یا اسے محض انتظامی اختیار کے ساتھ سرمایہ کاری کی گئی تھی؟ فرمان میں استعمال ہونے والے سادہ الفاظ کے مطابق، "ریاست کے انتظامیہ کے لیے تمام اختیارات فوجی گورنر کو تفویض کیے گئے تھے" اور فرمان کے متن میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو اس خیال کی ضمانت دیتا ہو کہ اس کے ذریعے صرف انتظامی اختیار تفویض کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا۔ بیان محاورہ کے اندر، "تمام انتظامی اختیار" خود مختار کے مکمل اختیار کو گھیرے ہوئے ہے، اور عزت ماب نظام کے وفد کے ذریعے، فوجی گورنر کو اس کے تمام طول و عرض میں اس اختیار کے ساتھ لگایا گیا تھا۔ ریاست کے رعایا کو ایسے تمام احکامات پر عمل کرنے کا حکم امتناعی جو فوجی گورنر جاری کرنا مناسب سمجھے اور ریاست کے افسران اور رعایا سے اپیل کہ وہ وفادار اور غیر متزلزل اطاعت کریں اور امن و امان کی جلد بحالی کے لیے خود کو اس انداز میں چلائیں، فوجی گورنر کو تفویض کردہ اختیارات کے طول و عرض سے کم نہیں کرتے۔ "احکامات" کے بیان محاورہ میں ریاست کے انتظامیہ کے لیے اختیار کے استعمال میں دیا گیا ہر حکم شامل ہوگا؛ اور جس مقصد کو حاصل کرنا ہے، یعنی۔ ، جیسا کہ اپیل میں اظہار کیا گیا ہے، عزت ماب نظام کے ذریعے ریاست میں امن و امان کی تیزی سے بحالی اس اختیار کی پابندی نہیں تھی۔ یہ بات ناقابل تردید ہے کہ عزت ماب نظام ستمبر 1948 کے مہینے میں اور اس سے پہلے ایک مطلق العنان حکمران تھے جن کے پاس تمام اختیارات، انتظامی، قانون سازی اور عدالتی اختیارات تھے۔ اس کے پاس اپنے کسی بھی رعایا کے حقوق میں ترمیم، پابندی لگانے یا ختم کرنے کے اعلیٰ اختیارات تھے اور اس کے اعمال یا احکامات کی صداقت پر کسی ٹریبونل یا اتھارٹی کے سامنے سوال نہیں اٹھایا جا سکتا تھا۔

19 ستمبر 1948 کو عزت ماب نظام کے ذریعے جاری کردہ فرمان نے اپنا خود مختار اختیار فوجی گورنر کو سونپ دیا اور اس وفد کے اثر کے بارے میں تمام شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لیے 7 اگست 1949 کو ایک وضاحتی فرمان جاری کیا گیا۔ اس فرمان نے واضح قیود میں اعلان کیا تھا کہ فوجی گورنر کے اختیار میں "ضابطے بنانے کا اختیار شامل تھا اور ہمیشہ شامل رہا ہے"۔ واضح ترین قیود میں، فرمان کے مولف نے اپنی طرف سے فوجی گورنر کو تفویض کردہ اختیار کے مواد کا اعلان کیا۔

جناب ورما کی طرف سے اس عرضی پر زور دیا گیا کہ فرمان نے محض یہ کہا کہ فوجی گورنر کو انتظامیہ کا اختیار دیا گیا تھا اور اس کا اپنی طاقت سے فوجی گورنر کو ریاست کا انتظام کرنے کا اختیار دینے کا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

ارادہ نہیں تھا، یہ واضح طور پر اس دلیل سے مطابقت نہیں رکھتا جو عدالت عالیہ میں پیش کی گئی تھی اور اس عدالت میں دائر کیس کا بیان اور اس وجہ سے اس نے اسے ترک کر دیا تھا۔

اگرچہ اختیار کے وفد کے ذریعے، فوجی گورنر کو ریاست کے تمام محکموں میں انتظامیہ کے معاملے میں عزت ماب نظام کے تمام اختیارات دیے گئے تھے، لیکن عزت ماب نظام کی خودمختاری، وفد کے اس عمل سے، بلاشبہ ختم نہیں ہوئی تھی۔ وفد کے باوجود، اس کے لیے یہ کھلا تھا کہ وہ فوجی گورنر کی طرف سے جاری کردہ احکامات یا ضابطوں کے برعکس احکامات یا ضابطے جاری کرے، اور فوجی گورنر کے اختیار کو بھی واپس لے لے۔ تاہم، ریکارڈ پر ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ 19 ستمبر 1948 کے بعد، اور خاتمے کے ضابطے کے نفاذ سے پہلے، فوجی گورنر کا اختیار واپس لے لیا گیا تھا یا یہ کہ عزت ماب نظام نے کوئی حکم یا ضابطہ جاری کیا تھا جو خاتمے کے ضابطے سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ فوجی گورنر کا اختیار دسمبر 1949 میں واپس لے لیا گیا، اور وزیر اعلی کو انتظامیہ کے اسی اختیار کے ساتھ سرمایہ کاری کی گئی جس میں واضح طور پر قانون سازی کا اختیار بھی شامل تھا، اور اس اختیار کے استعمال میں ہی وزیر اعلی نے کمیونیکیشن ریگولیشن جاری کیا۔

جاگیردار حکمران کے طور پر عزت ماب نظام کا جاگیروں کو دوبارہ شروع کرنے اور جاگیرداروں کے مفادات کو ختم کرنے کا اختیار فوجی گورنر میں تفویض کردہ وفد کے ذریعے ہونے کی وجہ سے، مؤخر الذکر کی کارروائی کی قانونی حیثیت قانون سازی کی اہلیت کے کسی بھی امتحان کو چیلنج کرنے کے لیے کھلی نہیں تھی۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ خاتمے کے ضابطے کے نفاذ سے پہلے جاگیروں کی بحالی یا جاگیرداروں کے مفادات کے خاتمے کے معاملے میں خودمختار اختیار کے استعمال کا کوئی موقع پیدا نہیں ہوا تھا، اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ عزت ماب نظام نے اپنی خودمختاری پر غیر متزلزل طور پر پابندی لگا دی تھی، یا یہ کہ خودمختار اتھارٹی کے فوجی گورنر کے پاس وفد اس مضمر پابندی کے تابع تھا کہ جاگیروں میں جاگیرداروں کے مفادات کو اختیار کے استعمال میں ختم نہیں کیا جا سکتا تھا۔

فوجی گورنر کا اختیار، غیر محدود ہونے کی وجہ سے، جب تک اس کی ضمانت دی جاتی ہے، اس کے خاتمے کے ضابطے کو جاری کرنے کے اقدام کو اس دلیل پر چیلنج نہیں کیا جا سکتا کہ یہ قانون سازی کے اختیار کی ایک بناوٹی مشق تھی۔ اختیارات کے غلط استعمال میں نافذ کردہ قانون سازی توضیعات کی نااہلی کا نظریہ ان قانون سازوں پر لاگو ہوتا ہے جن کے اختیارات آئینی پابندیوں کے تابع ہیں۔ جب ایسا قانون ساز ادارہ، پابندیوں کی تعمیل کرنے کے بہانے یاد کھاوے کے تحت، کسی قانون کو نافذ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کرنے میں، ان سے بچنے یا ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، تو یہ صرف آئین کے ساتھ دھوکہ دہی ہے، اور قانون کو اس بنیاد پر غلط قرار دیا جاسکتا ہے کہ قانون سازی اختیارات کے غلط استعمال میں ہے، قانون حقیقت میں ادارے کی اہلیت سے باہر ہے۔ لیکن کسی قانون ساز اتھارٹی کے ذریعہ نافذ کردہ قانون جس کے اختیارات کسی آئینی یا دیگر حدود سے جڑے ہوئے نہیں ہیں، کو اس کے اختیارات کے غلط استعمال میں نافذ کردہ طور پر غلط قرار نہیں دیا جاسکتا۔

یکم دسمبر 1949 کے فرمان کے تحت وزیر اعلی کا اختیار، اس کے طول و عرض میں، عزت ماب نظام کی طرح وسیع تھا، اور کمیونیکیشن ریگولیشن کو قانون سازی کی اہلیت کی کمی یا قانون سازی کے غلط استعمال کی بنیاد پر چیلنج کرنے کا ذمہ دار نہیں تھا۔

یہ استدعا کہ آئین کے تحت اپیل کنندہ کے بنیادی حقوق کی دونوں ضابطوں کے ذریعے خلاف ورزی کی گئی تھی، کسی تفصیلی جانچ کی ضرورت نہیں ہے۔ خاتمے کے ضابطے کی وجہ سے، اپیل کنندہ کے جاگیر دار کے طور پر اس کے حقوق ختم ہو گئے اور کمیونیکیشن ریگولیشن کے ذریعے، اسے ادا کیے جانے والے معاوضے کی مقدار کا تعین آئین سے پہلے کے قانون سازی کے ذریعے کیا گیا۔ قواعد و ضوابط کو اس سلسلے میں قانون سازی کے اختیار کے استعمال میں مجاز طریقے سے نافذ کیا گیا تھا؛ اور آئین ان حقوق کو بحال کرنے کے لیے ماضی سے متعلق طور پر کام نہیں کرتا جو اس کے نافذ ہونے سے پہلے ختم ہو چکے تھے۔ آئین میں، سوائے اس کے کہ دوسری صورت میں واضح طور پر فراہم کیا گیا ہے، کوئی پس منظر عمل نہیں ہے: کیشوان مادھو مینن بنام ریاست بمبئی (1)؛ اور وہ حقوق جو قانون سازی کے ذریعے ختم کیے گئے تھے، اس کے نافذ ہونے سے پہلے، اس طرح بحال نہیں ہوتے ہیں۔ آئین کے آغاز پر، لہذا، اپیل کنندہ کے پاس جاگیروں میں کوئی حقوق نہیں تھے اور وہ، ظاہر ہے، جاگیر کے قبضے کی فراہمی کی ہدایت کرنے والی رٹ تاکیدی، یا کمیونیکیشن ریگولیشن کی توضیعات کے علاوہ منتقلی کی ہدایت کرنے والی رٹ کا دعوی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ بھی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ پارلیمنٹ نے آئین (پہلی ترمیم) ایکٹ کے ذریعے نویں شیڈول میں خاتمے اور کمیوٹیشن ریگولیشنز کو شامل کیا ہے، اور آرٹیکل 31(B) کی بنا پر، دونوں ریگولیشنز کو اس بنیاد پر چیلنج مستثنی قرار دیا گیا ہے کہ وہ آئین کے حصہ III کے ذریعے دیے گئے کسی بھی بنیادی حقوق سے مطابقت نہیں رکھتے یا انہیں چھینتے یا کم کرتے ہیں۔

اس لیے اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

دیوانی اپیل نمبر 686، سال 1957۔

یہ اپیل وہی سوال اٹھاتی ہے جس کا فیصلہ ساتھی اپیل نمبر 392، سال 1956 میں کیا گیا ہے اوراس میں بیان کردہ وجوہات کی بناپر، یہ اپیل ناکام ہونی چاہیے اوراسے اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document